آج اگر ادب کے نام پر بے ادبی کو حسن کے نام پر بدصورتی کو پاکیزگی کے نام پر گندگی کو اچھالا جا رہا ہے تو ظاہر پرست نگاہیں ممکن ہے اس سے دھوکا کھا جائیں مگر حقیقت بیں نگاہوں کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا ۔

میں فقط آج کی یا ماضی قریب کی یا ماضی بعید کی بات نہیں کرتا بلکہ میں کہتا ہوں کہ جب سے ہماری یہ دنیا وجود میں آئی ہے اور ایک ادب سند مخلوق سے آباد ہوئی ہے اس وقت سے لے کر بعد کے عہد بہ عہد ادوار میں بلا انقطاعِ تسلسل ہر زمانے میں ادب اپنے حقیقی معنوں میں وہی تھا جو اسلامی دینی یا آسمانی رجحانات کا حامل رہا ہو ۔ اردو ایک حدیث العہد زبان ہے ۔ عبرانی ، رومن ، انگریزی یا سنسکرت جیسی قدیم زبانوں کو لے لیجئے ان سب کا کلاسیکی ادب اپنے اپنے دور کے مذہبی اثرات کے تحت کسی نہ کسی درجے میں ان روایات کا حامل اور ان اقدار کا علمبردار رہا ہے جو زمینی ذرائع سے نہیں آسمانی ذرائع سے انسان تک پہنچیں ۔ یہ درست ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ حق کے ساتھ باطل کی آمیزش ہوئی ۔ اسلام کے ساتھ کفر و شرک کو بھی ملایا گیا ۔ نیکی کے ساتھ بدی بھی لگ گئی اور ان کے ملے جلے اثرات ہم کو ہر دور کے ادب میں نظر آئیں گے مگر اس حقیقت اور امر مسلمہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان ادوار کے ادب میں جتنی اچھی قدریں تھیں وہ دین کے راستے سے آئیں اور جتنی بری قدریں تھیں وہ انسانوں نے شیطان ، شیطان کی ذریت اور اس کے پیروکاروں سے سیکھیں اور جب ان کو اپنی زندگی میں داخل کرلیا تو پھر وہ آپ سے آپ ان کے ادب میں جو زندگی کا عکاس ہوتا ہے وہ تمام بری قدریں بھی اچھی قدروں کے ساتھ در آئیں ۔

اب میں اس نکتے کو ایک اور پہلو سے واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ خود لفظ ادب کی لغوی اور معنوی تشریح پر غور کریں تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ادب اصلاً زندگی کی مثبت قدروں ہی سے عبارت ہے نہ کہ منفی قدروں سے

اچھائی ، سچائی ، طہارت پاکیزگی ، صلاح و فلاح ، صحت و صفائی کے عناصر سے اس کا ھیولی تیار ھوتا ہے نہ کہ اس کے برعکس اوصاف سے ۔ ادب کے لئے دنیا کی دوسری زبانوں میں جو الفاظ ھیں ممکن ہے میری یہ تشریح ان پر صادق نہ آئے مگر ادب جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے اس میں اس جہت اور زاویے سے غور کرنے کی کافی باتیں ھیں عربی لغات کی طرف رجوع کریں تو معلوم ھوگا کہ ادب اور اس مادے سے بنے ھوئے دوسرے الفاظ میں جو بات بطور قدر مشترک نظر آتی ہے وہ ہے تہذیب ، شائستگی ، اخلاق ، انسانیت اور انسانیت کے لوازمات ۔ عربی زبان میں اس لفظ کے اصلاحی مفہوم میں بھی یہ باتیں نمایاں نظر آئیں گی ۔ چنانچہ عربی شاعری اور خطبات عرب کا جن لوگوں نے مطالعہ کیا ہے وہ گواھی دیں گے کہ عربی روایات ادب کا نمایاں عنصر یہی باتیں ھیں ۔ چونکہ ھماری اردو اپنی لسانی اور ادبی روایات کے لئے بالواسطہ اور بلا واسطہ عربی ھی کی رھین منت ہے اس لئے اس میں بھی کم و بیش یہ اثرات کسی نہ کسی درجے میں موجود رھے ھیں ۔ ادب کو بحیثیت ایک اصطلاح کے ماضی میں بہت خراب کیا گیا ہے لیکن اصطلاح سے ھٹ کر اس لفظ کے اندر اردو زبان میں ایسے بے شمار نشانات مل جائیں گے جس سے ھمارے بیان کی تائید ھوتی ہے ۔ ادب آج بھی روز مرہ بول چال میں تہذیب و اخلاق شرافت اور انسانیت کا مترادف سمجھا جاتا ہے ۔ با ادب با نصیب ، بے ادب بے نصیب ، اردو ھی کے اقوال زریں ھیں ۔ اور یہ شعر ملاحظہ ھو ،

ادب ھی سے انسان انسان ھے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

عام زندگی یا زندگی کے عکاس ادب میں یہ رجحان کہاں سے آئے گا اگر ھم اسلام کو اپنی زندگی سے خارج کر دیں ۔

ان چند اصولی اور بنیادی مباحث کے بعد اب میں مُوضوع کے اس پہلو

کی طرف آتا ہوں کہ آج ہمارے ادب میں اسلامی یا بالفاظ دیگر پاکیزہ ادبی رجحانات کا کیا حال ہے۔ ہم آج کو جب تک کل تک کے پس منظر میں رکھ کر نہیں دیکھیں گے بات واضح نہیں ہو گی ۔ وبضدها تتبین الاشیاء ۔

اردو زبان و ادب کی ابتداء اور ارتقاء کے مختلف ادوار میں اسلامی اور غیر اسلامی رجحانات ملے جلے نظر آتے ہیں لیکن گزشتہ نصف صدی کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو صاف نظر آئے گا کہ غیر اسلامی رجحانات میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ۔ اس اضافے کی رفتار میں تیزی اس وقت آئی جب اسلام دشمن عناصر نے منظم ہو کر ادب کے محاذ پر شبخون مارا ۔ انہوں نے ادب کی پرانی قدروں کو تاراج کیا اور ان کی جگہ رفتہ رفتہ نئی قدروں کو فروغ دیا جس میں غیر اسلامی عناصر کی بھر مار تھی یہاں تک کہ ادب میں اسلام کے سوا سب کچھ جگہ پانے لگا ۔ حالات یہاں تک بدلے کہ

ع ۔ جو تھا نا خوب بتدریج وہی خوب ہوا

پہلے ادب میں اسلام سے ہٹ کر بھی ایک اخلاقی حس اور معاشرتی رکھ رکھاؤ دکھائی دیتا ہے ۔ میر تقی میر کے سامنے مشاعرے میں جب جرأت رندی اور ہوسناکی کے اشعار پڑھ کر داد کے طالب ہوئے تو میر صاحب نے منہ بنا کر کہا "شاعری سے تم کو کیا نسبت بس اپنی چوما چاٹی کہہ لیا کرو" ۔ حالانکہ میر صاحب کوئی مولوی عالم یا دینی رهنما نہ تھے بلکہ آج کل کی اصطلاح میں محض ایک شاعر تھے ایک عام انسان تھے-اسطرح مرزاشوق کی بے محابا مثنویوں کو دیکھ کر کسی نقاد نے اس سے بھی سخت جملہ کہا تھا لیکن بعد کے ادوار میں یہ حس آہستہ آہستہ کمزور پڑتی گئی ۔ ایک منصوبے کے تحت ایسی تمام قدروں کو پامال کیا گیا جو شرافت اور اخلاق پر مبنی تھیں اور کھلم کھلا عریانی فحاشی ، بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کو اس طرح رواج دیا گیا کہ اسلام تو کجا ہر طرح کی شرافت اور اخلاق کا

جنازہ نکل گیا ۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر طرح کی بے ادبی ادب ٹھہری ۔ ادب میں خدا رسول اخلاق اور شرافت کا نام لینا جرم سمجھا جانے لگا ۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ادب میں خدا کا نام لینا اتنا ہی بڑا جرم متصور ہونے لگا ۔ خدا کا نام لینے والے ادیب بھی ادب میں خدا کی باتیں کرنے سے ڈرتے تھے ۔ دین کو جو کہ ادب کا سب سے بڑا مربی تھا اس کو ادب سے اس طرح خارج کیا گیا کہ ادب اور دین دریا کے دو ایسے کنارے ہو گئے جو کبھی یکجا نہیں ہو سکتے اور کبھی آپس میں نہیں مل سکتے ۔ حالانکہ ادب کا اگر کوئی واقعی مصرف ہو سکتا ہے تو یہی کہ وہ دین کا خادم ہو اور اس راستے سے انسانیت کا خادم ہو ۔ ادب کو لادینی رجحانات ہی کا ترجمان نہیں بنایا گیا بلکہ عام اخلاق اور شرافت سے بھی اس کے رشتے منقطع کر دیئے گئے ۔ اس رجحان کو تقویت دینے میں جہاں بیرونی اثرات نے اپنا پارٹ پلے کیا وہاں ملک کے اندرمعاشرتی حالات نے بھی مدد دی ۔ اندرون ملک ان حالات کے بدلنے سے صورت حال میں تبدیلی آئی ہے اور اس کے اثرات اور نتائج نظر آنے لگے ہیں ۔ لیکن بے ادبی کے وہ ادارے مراکز اور تنظیمیں بدستور سرگرم عمل ہیں جن کو غلطی سے ایک مدت تک ادب سے نہیں بلکہ ادب کے نام کے ساتھ نسبت دی جاتی رہی ۔ حالات کی تبدیلی سے ان ادیبوں کو حوصلہ ملا ہے جو صحیح معنوں میں ادب کے نقیب ہیں اور جن کے یہاں اسلامی اور دینی رجحانات ہی ادب کے نمایاں خط و خال ہیں ۔ اس تبد کے اثرات جہاں ملک میں سماجی اور ثقافتی سرگرمیوں میں دیکھے جا سکتے ہیں وہاں ذرائع ابلاغ میں بھی اس کی جھلکیاں نظر آنے لگی ہیں ۔ اب اللہ رسول دین اور اسلام کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کی جاتی ۔ مگر ابھی

یہ ابتداء ہے۔ سمت بدلی ہے۔ رخ بدلا ہے۔ روبہ منزل سفر کا آغاز ہو گیا ہے۔ لیکن منزل ابھی دور ہے۔ ادب کے صحت مند تصور کے نقیب اور علمبردار اپنی مساعی تیز کر دیں اگر وہ منزل سے ھمکنار ہونا چاھتے ھیں ۔

نوارا تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیزترمی خواں چوں محمل را گراں بینی

(مدیر)

* * * * * * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسودہ اسلامی دستـــور

عـــــرض مترجـــم

اسلامی دنیا میں مروجہ دساتیر پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو جہاں ہم انہیں غیر اسلامی کہنے میں متأمل ہوتے ہیں وہاں ہمارے لئے انہیں اسلامی کہنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہ اسلامی دستور جو کہ ایک مسودہ کی شکل میں ہے ایک تجویز کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے اسے پڑھنے کے بعد یہ ضرور محسوس ہوگا کہ اسمیں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے مثلاً دستور کی تمہید میں اللہ تعالی کے مقتدر اعلی ہونے کا بیان، انسان کا بحیثیت نائب اس کام کو سرانجام دینا ، امت اسلامیہ کے اسلامی دعوت کے میدان میں فرائض ، عالم اسلامی کا اتحاد اور اسلامی نقطہ نظر سے مسلم اور غیر مسلم ممالک سے خارجی معاملات وغیرہ وغیرہ اس کمی کے باوجود یہ اسلامی دستور قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر ہم اسلامی دنیا میں مروّجہ دوسرے دساتیر کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ وہ کس حد تک اسلامی یا غیر اسلامی ہیں اور ان میں کہاں کہاں اصلاح کی ضرورت ہے۔

انہی باتوں کے پیش نظر میں نے اس کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی تاکہ اہل علم بالعموم اور قانون دان ، دانشور اور علماء بالخصوص اس پر غور و فکر کریں اور ضروری اضافے کے ساتھ اسے کسی بھی اسلامی ملک میں عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ یہی مقصد اس اسلامی دستور کے عربی زبان میں مرتب کرنے والوں کے پیش نظر تھا۔ رب العالمین اسلامی نظام کے قیام میں کی جانے والی تمام کوششوں کو دنیا میں کامیاب اور آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

تاج الدین ازھـری

مقدمہ

۱ ـ ادارہ تحقیقات اسلامی ازہر کی آٹھویں کانفرنس جو ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۷ میں قاہرہ میں منعقد ہوئی تھی ، اس میں یہ قرارداد پاس کی گئی تھی کہ ازہر بالعموم اور ادارہ تحقیقات اسلامی بالخصوص ایک ایسا اسلامی دستور مرتب کرے جسے کسی بھی ایسی حکومت کی درخواست پر پیش کیا جا سکے جو شریعت اسلامیہ کو مکمل نظام زندگی کے طور پر اپنانا چاھتی ہو ، اور اس اسلامی دستور کو مرتب کرتے وقت جس قدر ممکن ہو مذاھب اسلامیہ کے متفق علیہ اصولوں پر اعتماد کیا جائے ـ

۲ ـ اسی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے ادارہ تحقیقات اسلامی نے اپنے ۱۱ محرم ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۷۷ کے اجلاس میں یہ طے کیا کہ اس منصوبے کو مجلس کی اسلامی دستور ساز کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس کام کے لئے ان اشخاص کو مدعو کیا جائے جو اس میں معاون ہو سکیں ـ

۳ ـ بنابریں اس وقت کے شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود رحمۃ اللہ علیہ صدر ادارہ تحقیقات اسلامی نے اعلی سطح کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں مجلس کے دستور ساز ممبران کے ساتھ اسلامی فقہ اور قانونی میدان میں کام کرنے والی چیدہ چیدہ شخصیات کو بھی شامل کیا گیا تاکہ یہ سب مل کر اس اہم کام کو سرانجام دے سکیں ـ

۴ ـ اس اعلی سطح کی کمیٹی نے اپنے اجلاس میں جو شیخ الازہر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا ایک ذیلی کمیٹی تشکیل کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ باھمی مشاورت اور بحث و تمحیص کے بعد اسلامی دستور کا مسودہ تیار کرے اورتکمیل کے بعد اسے اعلی سطح کی کمیٹی کے سامنے پیش کرے ـ

۵ ـ ذیلی کمیٹی کا ہفتہ وار اجلاس باقاعدہ ہوتا رہا یہاں تک کہ اسلامی دستور کے مسودے کی تیاری کا کام مکمل ہو گیا اور اس نے اسے آخری شکل دے کر اعلیٰ سطح کی کمیٹی کو پیش کر دیا ـ

یہ مسودہ حسب ذیل نو ابواب پر مشتمل ہے جن میں مجموعی کل ترانوے دفعات ہیں :

باب اول	امت اسلامیہ	۳ دفعات
باب دوم	اسلامی معاشرے کے اصول	۱۳ دفعات
باب سوم	اسلامی معاشیات	۱۰ دفعات
باب چہارم	شخصی آزادیاں اور حقوق	۱۰ دفعات
باب پنجم	امام (سربراہ مملکت)	۱۷ دفعات
باب ششم	عـــدلیہ	۲۲ دفعات
باب ہفتم	شوری ، نگرانی اور قانون سازی	۲ دفعات
باب ہشتم	حکومت	۲ دفعات
باب نہم	عمومی وقتی امور	۷ دفعات

جنرل سیکریٹریٹ
ادارہ تحقیقات اسلامی
(ازھـــر)

* * * * * *

باب اوّل امت اسلامیہ

دفعہ نمبر ۱ ۔ ا ۔ مسلمان ایک امت ھیں ۔

ب ۔ شریعت اسلامیہ تمام قانون سازی کا واحد سرچشمہ ہے ۔

دفعہ نمبر ۲ ۔ امت اسلامیہ کے اندر اندر متعدد ممالک ھو سکتے ھیں ان ممالک میں نظام حکومت کی مختلف اشکال اختیار کی جا سکتی ھیں ۔

دفعہ نمبر ۳ ۔ حکومت کسی بھی اسلامی حکومت یا اسلامی حکومتوں سے باھمی طور پر متفقہ شرائط پر اتحـــاد کر سکتی ہے ۔

دفعہ نمبر ۴ ۔ عوام امام (سربراہ مملکت) اس کے معاونین اور تمام حکاّم کا شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق محاسبہ کر سکتے ھیں ۔

باب دوم اسلامی معاشرے کے اصول

دفعہ نمبر ۵ ۔ تعاون اور ایک دوسرے کی کفالت معاشرے کا بنیادی اصول ہے ۔

دفعہ نمبر ٦ ۔ ھر نیکی کا حکم دینا اور ھر برائی سے روکنا فرض ہے اور جو اس پر قدرت رکھنے کے باوجود اس میں کوتاھی کرتا ہے وہ خدا کے سامنے مجرم ہے ۔

دفعہ نمبر ۷ ۔ خاندان معاشرے کی بنیاد اور دین و اخلاق اس کے بنیادی عناصر حکومت خاندان کی امداد و سرپرستی مامتا کی حمایت ، اور بچے کی نگہداشت کی ضمانت کے ساتھ اس کے لئے مطلوبہ وسائل بھی فراھم کرے گی ۔

دفعہ نمبر ۸ ۔ خاندان کی حفاظت ، نکاح کی حوصلہ افزائی ، اس کے لئے رہائش اور دوسری ممکنہ امداد ، جیسے مادی وسائل کے حصـول کو آسـان بنانـا حکومت کا فریضہ ہے ۔ باعزت ازدواجی زندگی ، عورت کے لئے شوھر کی اطاعت اور خدمت ، اولاد کے لئے ممکنہ وسائل کی فراھمی حکومت کے فرائض میں سے ہے ۔

دفعہ نمبر ۹ ۔ امت کی سلامتی اور افراد کی صحت کی نگہداشت حکومت کا فرض ہے اور وہ اس کے لئے تمام باسندوں کو امراض سے حفاظت اور علاج کے لئے مفت طبی سہولتیں فراھم کرے گی ۔

دفعہ نمبر ۱۰ - علم حاصل کرنا فرض ہے اور تعلیم کو عام کرنا حکومت کی قانونی ذمہ داری ہے -

دفعہ نمبر ۱۱ - دینی تربیت تعلیم کے تمام مراحل میں ایک بنیادی پروگرام ہوگی -

دفعہ نمبر ۱۲ - حکومت مسلمانوں کے لئے متفق علیہ امور و فرائض . سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعلیم کا، تعلیم کے مختلف مراحل میں ایسا انتظام کرنے کی پابند ہوگی جو اس مرحلے کے لئے کافی ہو -

دفعہ نمبر ۱۳ - حکومت مسلمانوں کے لئے تعلیم کے مختلف مراحل میں ان کی تعلیمی حیثیت کے اعتبار سے قرآن کریم حفظ کرانے کے انتظام . طلبہ کے علاوہ عام افراد کے لئے حفظ قرآن کریم کی غرض سے مختلف اداروں کے قیام . قرآن کریم کی طباعت اور اس کو عام کرنے کی پابند ہوگی -

دفعہ نمبر ۱۴ - ہر قسم کی بے پردگی پر پابندی ہوگی اور اس سے بچنا لازمی ہوگا - حکومت بے پردگی سے بچاؤ کے شعور کو عام کرنے کے لئے شریعت اسلامیہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے قوانین بنائے گی اور ضروری آرڈی ننس جاری کرے گی -

دفعہ نمبر ۱۵ - عربی سرکاری زبان ہوگی اور اسلامی تقویم کی پابندی تمام سرکاری خط و کتابت میں ضروری ہوگی -

دفعہ نمبر ۱۶ - تمام امور عوامی مصلحت کے مطابق انجام پائیں گے اور دین . عقل . جان . مال اور عزت کی خصوصی حفاظت کی ضمانت دی جائے گی -

دفعہ نمبر ۱۷ - صرف مقاصد کا شریعت اسلامیہ کے مطابق ہونا کافی نہ ہوگا بلکہ ضروری ہے کہ ہر قسم کے حالات میں وسائل بھی شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق ہی ہوں -

باب سوم - اسلامی معاشیات

دفعہ نمبر ۱۸ - اقتصادی نظام شریعت اسلامیہ کے اصولوں پر مبنی، انسانی عزت و وقار اور

سماجی انصاف کا ضامن ہوگا ۔ زندگی میں فکر وعمل کے ذریعے رزق حاصل کرنے کی کوشش کو ضروری قرار دے کر کسب حلال کی حفاظت کی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۱۹ ۔ تجارت ، صنعت و حرفت اور زراعت کی آزادی کی شرعی حدود کے اندر ضمانت دی جائیگی ۔

دفعہ نمبر ۲۰ ۔ حکومت اقتصادی ترقی کے لئے سریعت اسلامیہ کے مطابق منصوبے بنائے گی ۔

دفعہ نمبر ۲۱ ۔ حکومت ذخیرہ اندوزی کا قلع قمع کرے گی اور بلا ضرورت کبھی قیمتوں کے معاملے میں دخل نہیں دے گی ۔

دفعہ نمبر ۲۲ ۔ حکومت غیر آباد زمینوں کی آباد کاری کی حوصلہ افزائی اور قابل کاشت اراضی میں کاشتکاری کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرے گی ۔

دفعہ نمبر ۲۳ ۔ ہر قسم کے خفیہ یا علی الاعلان سودی لین دین پر پابندی ہوگی ۔

دفعہ نمبر ۲۴ ۔ زیر زمین معدنیات اور خام قدرتی دولت حکومت کی ملکیت ہوگی ۔

دفعہ نمبر ۲۵ ۔ ہر وہ چیز جس کا کوئی مالک نہ ہو بیت المال کی ملکیت ہوگی اور اسے افراد کی ملکیت میں دینے کے لئے قانون بنایا جائے گا ۔

دفعہ نمبر ۲٦ ۔ **حکومت زکوٰۃ کو جو اسے افراد کی جانب سے وصول ہوگی شرعی مصارف میں خرچ کرے گی ۔**

دفعہ نمبر ۲۷ ۔ نیک کاموں کے لئے وقف کرنا جائز ہے اور تمام ملک میں اس کی تنظیم کے لئے قانون بنایا جائے گا ۔

باب چہارم ۔ شخصی آزادیاں اور حقوق

دفعہ نمبر ۲۸ ۔ عدل و مساوات حکومت کی بنیاد ہے شخصی حقوق کے دفاع اور اس کے مطالبے کے حق کی ضمانت دی جائے گی اور اسے نقصان پہنچانا جرم ہو گا۔

دفعہ نمبر ۲۹ ۔ دینی و فکری عقیدہ ، اس پر آزادی سے عمل درآمد ، تحریر و تقریر کے

ذریعہ اس کا اظہار ، مختلف تنظیمیں اور ٹریڈ یونینیں بنانا اور ان کی رکنیت ، شخصی آزادی ، آزادی نقل مکان اور انعقاد اجتماع ، یہ سب فطری اور بنیادی حقوق ہیں جن کی حکومت شرعی حدود کے اندر ضمانت دے گی ۔

دفعہ نمبر ۳۰ ۔ رہائش ، خط و کتابت اور شخصی معاملات آزاد ہوں گے ۔ انکا تجسس ممنوع ہوگا ۔ اس آزادی پر کسی بہت بڑی خیانت یا اچانک خطرے کے لاحق ہونے کی صورت میں پابندی کا قانون تعین کرے گا اور حکومت اس پابندی کا استعمال عدالتی حکم کے بغیر نہیں کر سکے گی ۔

دفعہ نمبر ۳۱ ۔ اندرون اور بیرون ملک نقل و حرکت کی عام اجازت ہوگی ۔ عدالتی حکم کے بغیر جس میں اسباب کی وضاحت کر دی گئی ہوگی نہ تو کسی باشندے کو ملک سے باہر سفر کرنے سے روکا جائے گا ، نہ ہی کسی ایک جگہ رہنے کے لئے مجبور کیا جائے گا اور نہ ہی ملک بدر کرنا جائز ہو گا ۔

دفعہ نمبر ۳۲ ۔ سیاسی پناہ گزینوں کی واپسی نا ممکن ہوگی لیکن اخلاقی مجرموں کی واپسی کے لئے متعلقہ ملکوں سے طے شدہ معاہدوں کے تحت کاروائی کی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۳۳ ۔ کسی بھی فرد کو اذیت دینا جرم ہے اس جرم پر دی جانے والی سزا سے اس کے مرتکب کو معاف نہیں کیا جائے گا ۔ مرتکب جرم اور اس میں شریک دونوں مالی نقصان کے ذمہ دار ہوں گے ۔ اگر اس میں کسی سرکاری ملازم کے تعاون ، موافقت یا خاموشی کو دخل ہو تو اسے فوجداری او. دیوانی دونوں اعتبار سے مجرم گردانا جائے گا اور حکومت سب سے برابر بوجھہ گچھہ کرے گی ۔

دفعہ نمبر ۳۴ ۔ وہ سرکاری ملازم جس کے محکمے میں جرم کا ارتکاب ہو اور وہ اس کا علم ہوتے ہوئے حکاّم تک جرم کی اطلاع نہ پہنچائے تعزیرات کے تحت سزا کا مستوجب قرار پائے گا ۔

دفعہ نمبر ۳۵ ۔ اسلام میں کوئی بھی قتل بغیر قصاص لئے نہیں چھوڑا جائے گا ۔ حکومت

اس مقتول کے ورثاء کو جس کا قاتل معلوم نہ ہو سکے یا مصیبت زدہ افراد کو جن کا نقصان دھندہ معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جائے تو اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کے لئے کافی ہو تو حکومت اپنی طرف سے معاوضہ ادا کرے گی ۔

دفعہ نمبر ۳۶ ۔ ہر آدمی کو اپنے اوپر یا دوسرے پر عائد جرم کے خلاف دفاع کرنے یا اس سے مال کے دھوکہ دھی سے چھن جانے یا کسی حق کے عدم حصول کے خلاف شکایت کرنے کا حق ہے ۔

دفعہ نمبر ۳۷ ۔ حق عمل ، حق کسب اور حق ملکیت کی ضمانت ہوگی اور کوئی بھی شریعت اسلامیہ کے احکام کے بغیر اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا ۔

دفعہ نمبر ۳۸ ۔ عورت کے لئے شریعت اسلامیہ کی حدود میں کام کرنے کی اجازت ہوگی۔

دفعہ نمبر ۳۹ ۔ حکومت املاک کی آزادی ، حق ملکیت اور اس کے احترام کی ضمانت دے گی ۔ کسی بھی ذریعہ سے املاک کی ضبطی ناجائز ہوگی ۔ صرف خاص حالات میں عدالتی حکم کے ذریعے ھی کسی شخص کی نجی املاک کو ضبط کیا جا سکے گا ۔

دفعہ نمبر ۴۰ ۔ کسی بھی شخص کی ملکیت مصلحت عامہ کے بغیر ختم نہیں کی جائے گی اور مصلحت عامہ کی صورت میں اسے رائج الوقت قانون کے مطابق اس کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے گا ۔

دفعہ نمبر ۴۱ ۔ اخبار نکالنے کی عام اجازت ہوگی اور صحافت کو شریعت کی مقرر کردہ حدود کے اندر مکمل آزادی حاصل ہوگی ۔

دفعہ نمبر ۴۲ ۔ عوام کو قانون میں بیان کردہ طریقوں کے مطابق مختلف تنظیمیں اور ٹریڈ یونینیں بنانے کا حق ہوگا ۔ لیکن جس کی سرگرمیاں معاشرے کے نظم و ضبط کے خلاف ھوں یا زیر زمین مسلح شکل میں ھوں یا کسی بھی وجہ سے احکام شریعت اسلامیہ کے خلاف ھوں اس پر پابندی لگائی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۴۳ ۔ ان تمام حقوق کا استعمال شریعت اسلامیہ کے مقاصد کے لئے ہوگا ۔

پانچواں باب ـ امام (سربراہ مملکت)

دفعہ نمبر ۴۴ ـ ملک کا ایک امام (سربراہ) ہوگا جس کی رائے کی مخالفت کے باوجود اطاعت لازمی ہوگی ـ

دفعہ نمبر ۴۵ ـ رب العالمین کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اور نہ ہی امام کی کسی ایسے اس حکم میں اطاعت کی جا سکتی ہے جو شریعت اسلامیہ کے صریح مخالف ہو ـ

دفعہ نمبر ۴۶ ـ قانون میں امام کے انتخاب کے لئے عام بیعت (انتخاب) کے طریقے کی وضاحت کر دی جائے گی ـ یہ عدلیہ کی زیر نگرانی مکمل ہوگی اور اس میں حصہ لینے والوں کی مطلوبہ کثرت رائے کا اعتبار کیا جائے گا ـ

دفعہ نمبر ۴۷ ـ مملکت کی سربراھی کے امیدوار کا مسلمان مرد ، عاقل ، بالغ ، صالح ، اور شریعت اسلامیہ کے احکام کا عالم ہونا شرط ہے ـ

دفعہ نمبر ۴۸ ـ امام کی تقرری امت کے تمام گروھوں کی عام بیعت کے ذریعے حسب قانون انجام پائے گی ـ عورت کے لئے جائز ہے کہ انتخاب میں شرکت کا حق طلب کرے جب کہ اس کی شرائط پوری ہوں اور انتخاب ممکن ہو ـ(۱)

دفعہ نمبر ۴۹ ـ بیعت مکمل ہونے سے پہلے امام کی بیعت کی مخالفت کرنے والے کی کوئی باز پرس نہیں کی جا سکتی ـ

دفعہ نمبر ۵۰ ـ بیعت میں شریک ہونے والوں کو امام کو اس کے منصب سے جب اس کے اسباب پورے ہوں قانون میں بیان شدہ طریقے سے الگ کرنے کا اختیار ہوگا ـ

دفعہ نمبر ۵۱ ـ امام عدلیہ کے تابع ہوگا اور بذریعہ نائب اس کے سامنے حاضر ہوگا ـ

دفعہ نمبر ۵۲ ـ سربراہ مملکت تمام حقوق و واجبات میں عام باشندوں ہی کی طرح ہوگا لیکن مالی معاملات میں اس کے اختیار کا تعین قانون کرے گا ـ

دفعہ نمبر ۵۳ ـ کسی کا امام کے لئے وصیت کرنا ، اس کے حق میں یا اس کے چوتھے درجے تک کے رشتہ داروں کے حق میں وقف کرنا ناجائز ہوگا ـ امام جس کا وارث ہو اس کی طرف سے وصیت جائز ہے ـ امام کے لئے ملکی املاک کی خرید و

---

۱ ـ کمیٹی کی رائے میں عورت سے متعلق جملہ مزید تحقیق و بحث کا محتاج ہے ـ

فروخت اور اس کا کرایہ پر لینا یا دینا ناجائز ہوگا ۔

دفعہ نمبر ۵۴ ۔ امام کو تحفے تحائف دینا رشوت شمار ہوگی اور انہیں بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا ۔

دفعہ نمبر ۵۵ ۔ امام کو عدل و انصاف ، احسان اور نیک عمل میں رعایا کے لئے ایک نمونہ ہونا چاہئے وہ دوسرے مسلمان رہنماؤں کے ساتھ اسلامی جماعت کو پیش آمدہ مسائل کے حل میں شریک رہے گا ۔ اسی طرح ہر سال حج کے لئے وفد بھیجے گا اور اس کے ذریعے سرکاری اور غیر سرکاری اجتماعات میں شرکت کرے گا ۔

دفعہ نمبر ۵۶ ۔ امام دشمن سے جہاد کے لئے لشکر کی قیادت ، سرحدوں اور وطن کے دفاع ، شرعی حدود کے قیام اور معاھدے کرنے کا ذمہ دار ہے ۔

دفعہ نمبر ۵۷ ۔ امام افراد اور جماعت دونوں کو نیکی کا حکم دینے ، برائی سے روکنے اور فرائض کی ادائیگی کے قابل بنانے کا ذمہ دار ہے ۔

دفعہ نمبر ۵۸ ۔ امام سرکاری ملازمین کا تقرر کرے گا اور وہ اعلی درجے کے ملازمین کے علاوہ دوسروں کی تقرری کا قانونی اختیار کسی دوسرے کو بھی تفویض کر سکتا ہے ۔

دفعہ نمبر ۵۹ ۔ شرعی حدود کے سوا کسی بھی جرم کو قانون ھی کے ذریعہ معاف کیا جا سکے گا اور امام کو شرعی حدود اور خیانت عظمی کے سوا خاص حالات میں سزا کو معاف کرنے کا اختیار ہے ۔

دفعہ نمبر ۶۰ ۔ امام کو قانون میں بیان کردہ استثنائی تدابیر اختیار کرنے کا حق ہوگا خاص کر جبکہ ملک میں اضطراب و بے چینی پھیل جائے یا پھیلنے کا خطرہ ہو ، پورا ملک خطرے میں ہو ، خانہ جنگی ہو جائے ، یا کسی دوسرے ملک سے جنگ چھڑ جائے بشرطیکہ وہ ان تدابیر کو پندرہ دن کے اندر مجلس نمائندگان کے سامنے پیش کرے ۔ اگر مجلس کا انتخاب نہ ہوا ہو تو سابقہ مجلس ھی بلائی جائیگی اور اگر وہ یہ کاروائی نہ کریگا تو یہ تدابیر خود بخود کالعدم ہو جائیں گی ۔ ان غیر معمولی تدابیر ، ان سے پیدا شدہ نتائج ان سے متعلقہ تمام معاملات غیر متعین ہونے کی صورت میں ایک

قانون بنایا جائے گا ۔

باب ششم ۔ عدلیہ

دفعہ نمبر ٦١ ۔ قاضی شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق عدل و انصاف سے فیصلے کریں گے ۔

دفعہ نمبر ٦٢ ۔ تمام لوگ عدالت کے سامنے برابر ہیں اور کسی شخص یا گروہ کو خصوصی عدالت کے ذریعہ ممیز کرنا ناجائز ہوگا ۔

دفعہ نمبر ٦٣ ۔ خصوصی عدالتوں کا قیام اور کسی بھی فیصلے میں مدعی کو اس کے قانون میں مقرر شدہ قاضی سے محروم کرنا ناجائز ہوگا ۔

دفعہ نمبر ٦٤ ۔ عدالت کو امام یا حاکم کے خلاف کسی دعوے کی سماعت سے روکنا ناجائز ہوگا ۔

دفعہ نمبر ٦٥ ۔ تمام احکام کا اجراء اور نفاذ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہوگا اور قاضی اپنے فیصلوں میں شریعت اسلامیہ کے علاوہ کسی دوسری شریعت کا تابع نہ ہوگا ۔

دفعہ نمبر ٦٦ ۔ احکام کا نفاذ حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس سے روکنا یا اس کے نفاذ میں تاخیر قابل مواخذہ جرم ہے ۔

دفعہ نمبر ٦٧ ۔ حکومت عدلیہ کی آزادی کی ضمانت دے گی اور اس آزادی کو نقصان پہنچانا جرم ہوگا ۔

دفعہ نمبر ٦٨ ۔ حکومت عدالتوں کے لئے اہل ترین افراد کا انتخاب کرے گی اور ان کے فرائض کی ادائیگی کو آسان بنائے گی ۔

دفعہ نمبر ٦٩ ۔ شرعی حدود کے جرائم میں ضروری ہے کہ ملزم اپنے وکیل کے ساتھ عدالت میں حاضر ہو اور اگر اس کا وکیل نہ ہو تو حکومت اس کو وکیل مہیا کرے گی ۔

دفعہ نمبر ٧٠ ۔ عدالتی کاروائی کھلی ہوگی ۔ اس میں ہر شخص حاضر ہو سکے گا اور کس شرعی ضرورت کے بغیر اس کی بند کمرے میں کاروائی نہ ہوگی ۔

دفعہ نمبر ٧١ ۔ شرعی حدود کی سزائیں زنا ، قذف، چوری ، حرابہ، شراب نوشی اور

ارتداد کے جرائم میں نافذ ہوں گی ۔

دفعہ نمبر ۷۲ ۔ شرعی حدود کے جرائم کے علاوہ قاضی جو تعزیرات نافذ کرے گا ان کی قانون میں وضاحت کر دی جائیگی ۔

دفعہ نمبر ۷۳ ۔ قانون میں احکام قسامہ کی وضاحت کر دی جائے گی اور ان میں مجموعی تاوان دیات کی مقررہ مقدار سے زیادہ نہیں ہو سکے گا ۔

دفعہ نمبر ۷۴ ۔ قانون میں توبہ کے قبول کرنے کی شرائط اور اس کے احکام کی وضاحت کر دی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۷۵ ۔ سزائے موت صرف مصالحت کا امکان ختم ہو جانے یا مقتول کے ورثاء کی طرف سے عدم معافی کی صورت میں دی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۷۶ ۔ قصاص کے معاملہ میں ایک دیت کی مقدار سے زیادہ پر مصالحت جائز ہوگی ۔

دفعہ نمبر ۷۷ ۔ دیت کے معاملہ میں عورت اور مرد کے درمیان میں مساوات جائز ہوگی ۔

دفعہ نمبر ۷۸ ۔ زخموں کے قصاص میں مکمل مماثلت ضروری ہے اور اس کا تیقن عدالت میں ہی ہو سکتا ہے ۔

دفعہ نمبر ۷۹ ۔ کوڑوں کی سزا تعزیرات میں بنیادی سزا ہوگی اور محدود مدت کے لئے سزائے قید سوائے جرائم کے ممنوع ہوگی جس کی وضاحت قاضی کرے گا ۔

دفعہ نمبر ۸۰ ۔ قیدی کی تذلیل ، اس کو ذہنی اذیت دینا اور اس کے عزت و وقار کو نقصان پہنچانا ناجائز ہوگا ۔

دفعہ نمبر ۸۱ ۔ ایک اعلی دستوری عدالت قائم کی جائے گی جس کا کام شریعت اسلامیہ اور اس دستور سے متعارض تمام احکام کو کالعدم کرنا ہوگا اور اس کے علاوہ اس کی دوسری ذمہ داریوں کی وضاحت کر دی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۸۲ ۔ ظلم کے خلاف شکایات سننے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا جائے گا اور قانون میں اس کی تشکیل ، اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ کا تعین کیا جائے گا ۔

باب ہفتم ـ شوریٰ ، نگرانی اور قانون سازی

دفعہ نمبرلا ۸۳ ـ ملک میں ایک مجلس شوری ہوگی جس کو مندرجہ ذیل اختیارات حاصل ہوں گے ـ

۱ ـ ایسے قوانین بنائے گی جو شریعت اسلامیہ سے متعارض نہ ہوں ـ

۲ ـ ملک کے سالانہ بجٹ اور اس کے اختتامی حسابات کی پڑتال اور تصدیق کرے گی ـ

۳ ـ قانون کا نفاذ کرنے والے با اختیار اداروں کی جملہ کاروائیوں کی نگرانی کرے گی ـ

۴ ـ کابینہ کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کرے گی اور بوقت ضرورت اس کابینہ سے اپنا اعتماد واپس لے لے گی ـ

دفعہ نمبر ۸۴ ـ قانون میں شوریٰ کے انتخاب کی شرائط ، مجلس سوری کو وجود میں لانے کے طریقہ کار اور اس کے ارکان کی شرائط کو متعین کر دیا جائے گا ـ یہ سب شوری کی بنیاد پر اس طرح ہوگا کہ اس میں ہر عاقل بالغ اور اچھی شہرت رکھنے والے کو اظہار رائے کی ضمانت دی جائے گی ـ اسی طرح مالی اعتبار سے ارکان مجلس کے معاملے کو واضح کر دیا جائے گا لیکن مجلس اپنا طریقہ کار اور قواعد ضوابط خود طے کرے گی ـ

باب ہشتم ـ حکـــــومت

دفعہ نمبر ۸۵ ـ حکومت تمام سرکاری معاملات انجام دینے والے اداروں کی نگران اور شریعت میں مسلمہ مفاد عامہ کے حصول کی ذمہ دار ہوگی اور امام (سربراہ مملکت) کے سامنے جواب دہ ہوگی[۱]

دفعہ نمبر ۸۶ ـ وزراء کے تقرر کی شرائط، منصب پر فائز رہنے کے دوران ان کے لئے ممنوع کام اور ان کے ارتکاب کی صورت میں ان کے محاسبے کا طریقہ کار قانون میں متعین کر دیا جائے گا ـ

---

۱ ـ جن ملکوں میں مجلس سوری نہ ہو وہاں یہ جملہ حذف کر دیا جائے گا ـ

باب نہم ۔ عمومی وقتی امور

دفعہ نمبر ۸۷ ۔ . . . . شہر ملک کا دار الحکومت ہوگا ۔

دفعہ نمبر ۸۸ ۔ ملک کے جھنڈے ، اس کے نشان اور ان دونوں سے متعلق ضروری امور کی قانون میں وضاحت کر دی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۸۹ ۔ قوانین پر عمل ان کے نفاذ کی تاریخ سے ہوگا ۔ اس تاریخ سے پہلے عمل صرف اسی وقت ہوگا جب اس کی صراحت کر دی گئی ہو اور اس کے لئے مجلس نمائندگان کے ایک تہائی ارکان کی منظوری لازمی ہوگی لیکن فوجداری مقدمات سے متعلق قانون کا نفاذ تاریخ نفاذ ہی سے ہوگا ۔

دفعہ نمبر ۹۰ ۔ قوانین جاری ہونے کے دو ہفتے کے اندر اندر سرکاری گزٹ میں شائع کئے جائیں گے ۔ اور ان کے شائع ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے بعد اگر کوئی دوسری میعاد مقرر نہ کی گئی ہو تو ان پر عمل ہوگا ۔

دفعہ نمبر ۹۱ ۔ امام اور مجلس نمائندگان دونوں کو دستور کی کسی دفعہ یا دفعات میں ترمیم کے لئے مطالبہ کا حق ہوگا لیکن درخواست میں مطلوبہ دفعہ اور اس میں ترمیم کی وجوہ و اسباب کا بیان کرنا ضروری ہوگا ۔ اگر درخواست مجلس نمائندگان کی طرف سے ہو تو ضروری ہے کہ کم از کم مجلس کے ایک تہائی ارکان نے اس پر دستخط کئے ہوں ۔ مجلس ہر حالت میں ترمیم طلب دفعہ پر بحث کرے گی اور اپنے ایک تہائی ارکان کی کثرت رائے سے اس پر فیصلہ دے گی ۔ اگر اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا تو دوبارہ اسی دفعہ میں ترمیم کے لئے ایک سال سے پہلے تجویز پیش نہیں کی جا سکے گی ۔ اور اگر مجلس اس سے اتفاق کر لے تو موافقت کی تاریخ سے دو ماہ کے بعد اس مطلوبہ ترمیم طلب دفعہ پر بحث ہوگی ۔ مجلس کے ارکان کے دو تہائی حصے کی اتفاق رائے کی صورت میں اسے امت کے سامنے استصواب رائے کے لئے پیش کیا جائے گا ۔ اگر استصواب رائے کا نتیجہ ترمیم کے حق میں ہوا تو استصواب کے نتیجے کے اعلان کے ساتھ ہی اسے نافذ سمجھا جائے گا ۔

دفعہ نمبر ۹۲ ۔ اس دستور کے اجراء سے پہلے کے تمام قوانین اور **قواعدوضوابطاصحیح** (valid) اور نافذ رھیں گے لیکن دستور میں مقرر کردہ طریقہ کار بیان شدہ قواعد و ضوابط کے مطابق ان کو کالعدم کیا جا سکے گا یا ان میں ترمیم کی جائے گی ۔ اگر یہ قوانین یا قواعد و ضوابط شریعت اسلامیہ کے احکام کے مخالف ھوں تو ان کو کالعدم کرنا یا ان کو دوسرے قوانین سے بدلنا لازمی ھوگا ۔

دفعہ نمبر ۹۳ ۔ اس دستور پر عمل درآمد استصواب کے ذریعہ امت کی جانب سے اس کی منظوری کے اعلان کے بعد ھوگا ۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

* * * * *

فراھی کے دو نایاب فارسی ترجمے
"بدء الاسلام" اور "طبقات ابن سعد"

شرف الدین اصلاحی

میرا خیال ہے کہ فراھی کی یہ سب سے پہلی مطبوعہ کتابیں ھیں ۔ اب تک ہم ان کے فارسی دیوان کو ان کی سب سے پہلی مطبوعہ کتاب سمجھتے رہے جو ۱۹۰۳ءمیں پہلی بار مطبع شمسی حیدر آباد دکن سے "دیوان حمید" کے نام سے شائع ہوا جب وہ سندھ مدرسة الاسلام کراچی میں استاد تھے ۔ مگر ان دو ترجموں کی دریافت کے بعد یہ نظریہ غلط ہو گیا ہے کہ ان کی سب سے پہلی مطبوعہ کتاب دیوان حمید ہے ۔ فارسی ترجمہ رسالہ بدء الاسلام اور فارسی ترجمہ طبقات ابن سعد دیوان سے تقریباً بارہ سال پہلے اس زمانے میں طبع ہوئے جب فراھی ایم اے او کالج علی گڑھ میں ایف اے کے طالب علم تھے ۔غالب ہے کہ سرسید اور شبلی کی فرمائش پر انہوں نے یہ ترجمے کالج کے طلبہ کے لئے تیار کئے ۔

کالج میں داخلے سے پہلے وہ عربی فارسی کی تکمیل کر چکے تھے اور ان دو زبانوں میں ان کی صلاحیت اس درجے کی تھی کہ سرسید نے ان کو ان دونوں کلاسوں سے مستثنیٰ کرنے کی سفارش کی ۔ سرسید ان دونوں زبانوں میں مولانا کی صلاحیت سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے بلاتأمل کالج کے پرنسپل مسٹر بیک کو یہ رقعہ لکھکر بھیجا کہ میں آپکے پاس ایک ایسے طالب علم کو بھیج رہا ھوں جس کی استعداد اور قابلیت ان دو زبانوں میں کالج کے اساتذہ سے کہیں زیادہ ہے ۔ یہ بات مسٹربیک کو ناگوار گزری اور انہوں نے کالج کے اساتذہ سے اس کی شکایت کی ۔ شبلی کے پاس گئے تو انہوں نے کہا دوسروں کے لئے یہ بات توھین کی ھو سکتی ہے میرے لئے تو فخر کی بات ہے اس لئے کہ جس طالب علم کے بارے میں سرسید کا یہ خط ہے وہ ان دونوں زبانوں میں میرا شاگرد ہے ۔ یہ قصہ مولانا امین احسن اصلاحی نے مجموعہ تفاسیر فراھی کے دیباچے میں نقل کیا ہے ۔ اس پس منظر میں یہ بات بالکل قرین قیاس معلوم ھوتی ہے کہ سرسید اور شبلی نے کالج کی نصابی ضرورت کے لئے طالب علم

فراھی سے یہ کام کروایا ہوگا ۔

مولانا فراھی کی سوانح سے متعلق قابل ذکر قسم کی معلومات اب تک اصلاً دو ھی آدمیوں نے بہم پہنچائی ھیں ۔ ایک سید سلیمان ندوی نے دوسرے امین احسن اصلاحی نے ۔ سید صاحب نے ان کی وفات پر ایک مقالہ سپرد قلم کیا اور اصلاحی صاحب نے مجموعہ تفاسیر فراھی کے دیباچے میں اپنی یاد داشت کی مدد سے کچھ حالات مختصراً درج کیے ۔ ان دونوں بزرگوں نے ان کی تصانیف میں ان دونوں کتابوں کا سرسری ذکر کیا ہے ۔ یہ کتابیں نایاب بلکہ نابید ہو چکی تھیں ۔ یہ محض اتفاق ہے کہ ان کا ایک ایک نسخہ علی گڑھ یونیورسٹی کی آزاد لائبریری میں موجود تھا ۔ مجھے ان کی موجودگی کا علم سب سے پہلے ڈاکٹر مظفر بکھراوی کے ایک خط سے ہوا جو اتفاق سےمدرسۃالاصلاح کے دفتر کے کباڑ خانے میں یوں ھی میرے ھاتھ لگ گیا ۔ یہ خط ڈاکٹر مظفر نے مولانا بدر الدین اصلاحی ناظم مدرسہ کو علی گڑھ سے اس زمانے میں لکھا تھا جب وہ طبیہ کالج علی گڑھ میں زیر تعلیم تھے ۔ انھی نے ان کتابوں کو پہلے پہل دریافت کیا اور اس کی نقلیں دائرہ حمیدیہ کو مہیا کیں ۔ اگر ڈاکٹر مظفر کا یہ خط مجھے نہ ملتا تو شاید میں بھی ان کی موجودگی سے بے خبر ھی رھتا ۔ یہ کتابیں اس لحاظ سے کوئی اھم چیز نہیں ھیں کہ مولانا کے فکر اور اصل کام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے مگر ان کے سوانح نگار کو بہر حال ان کے متعلق مفصل معلومات بہم پہنچانی چاھئے ۔ اور اس لحاظ سے ان کی اھمیت بہر حال مسلم ہے کہ وہ مولانا کے علمی سفر اور ذھنی ارتقاء کے مدارج میں سے ایک درجہ بلکہ اس کی پہلی منزل ہے ۔ ان کتابوں سے جہاں عربی فارسی میں طالب علم فراھی کی استادانہ مہارت اور ترجمہ کی ماھرانہ صلاحیت کا اندازہ ھوتا ہے وھاں ان کے مزاج اور افتاد طبع کا رخ بھی متعین ھوتا ہے ۔ یہ کتابیں جیسا کہ سید سلیمان ندوی اور مولانا اصلاحی نے لکھا ہے مولانا فراھی نے سرسید کی فرمائش پر ترجمہ کیں مگر انھی فراھی سے جب سرسید کی تفسیر کا ترجمہ کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے معذرت کر دی ۔ ملاحظہ ھو دیباچہ مجموعہ تفاسیر فراھی صفحہ ۲۷ ۔ قبول و انکار کا یہ فرق فراھی کے عرفان نفس اور شعور ذات کا غماز ہے ۔ اخوان علی گڑھ کو اس کے ماننے میں تامل ہے ۔ مولانا اصلاحی نے اس روایت کا ذریعہ نہیں بتایا ۔

ذیل میں ان ھر دو کتابوں کا قدرے مفصل تذکرہ کیا جاتا ہے :-

ترجمۂ فارسی رسالہ بدء الاسلام

"تاریخ بدأ الاسلام ۔ کے نام سے شبلی نے مدرسۃ العلوم علی گڑھ کی پروفیسری کے زمانے میں قرآنی آیات اور کتب سیرت مثل تاریخ ابوفداء ، شفاء لقاضی عیاض اور کامل لابن الاثیر سے انتخاب کرکے عربی میں ایک رسالہ مرتب کیا ۔ جو مطبع مفید عام آگرہ سے چھپا ۔ شبلی کا یہ رسالہ بھی نایاب ہے ۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی آزاد لائبریری میں اس کا ایک نسخہ البتہ موجود ہے ۔اس کا سرورق یوں ہے ،

"تاریخ بدأ الاسلام

لمولانا و بالفضل اولٰنا الادیب الاریب محمد سبلی النعمانی

پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڑھ

مقتبساً من آیات القرآن ۔ و ملتقطاً من کتب العلماء

ذوی الصدق والایقان کتاریخ

ابی الفداء والشفاء لقاضی عیاض والکامل لابن الاثیر

طبع فی المطبع مفید عام الکائن فی بلدۃ اکبر آباد"

شبلی کے اصل عربی رسالے پر بھی تاریخ طباعت درج نہیں ۔ اس کے صفحات کی تعداد ۵۴ ہے ۔

کتاب سروع کرنے سے پہلے کے تعارفی کلمات جس کو آج کی زبان میں پیش لفظ کہہ سکتے ہیں لائق توجہ ہیں ۔

"الحمد لله رب العالمین والصلوة علی رسوله سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آله و ۔ اجمعین و بعد فهذه نبذة من وقائع النبوة و جملة من حوادث الرسالة حررتها من تاریخ ابی الفداء و الکامل لابن الاثیر والشفاء لقاضی عیاض و اقتبست شیئاً صالحاً من آیات القرآن فجاء ت مع کونها جزءاً من کل وغیضا من فیض ۔ کافلة للقدر الواجب جامعة لشتات المطالب ۔ فاما الاسفار التی دونت فی ذالک فهی کساحة الملوک ویقع فیها الجوهر والخذف فلا تجدی الا لمن کان من تنقید الروایة و امعان النظر فی اعلی محل و بلغ فی سعة العلم وجودة الذهن اعظم درجة وابعد غایة واما الذی فاتته دقة النظر وصیانة الرای فعن ان یحجر عن الاقتحام فی تلک المهامة الفجاء التی یجار فیها القطا و یقصر بها الخطا و الا فیکون کراکب متن عمیاء بل یخبط خبط عشواء ۔

وها انا معترف حق الاعتراف ان حظى فى جمعها ليس الا التاليف المحض والالتقاط البحت و اصرح انى بعد ماذكرت ابتداء الدعوة جئت بعبارتهم على اصلها وما زدت عليها شيئاً الا ما الجأنى اليها شان التاليف بين اشتاتها و قصدى اتيان الروايات على وجوهها وهباتها و نشرع فى المقصود والله الموفق للصواب واليه المرجع والمآب۔

(تاریخ بدأ الاسلام ۔ محمد شبلی نعمانی ۔ مطبع مفید عام آگرہ)

اسی رسالے کو مولانا فراھی نے فارسی کا جامہ پہنایا ۔ یہ ترجمہ بھی مطبع مفید عام آگرہ سے چھپا ۔ فارسی اور عربی دونوں ھی نسخوں میں ایسی کوئی داخلی شہادت موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ رسالے کس لئے تیار کیے گئے اور کس نے تیار کرائے۔ اندازہ ہے کہ یہ کالج کے طلبہ کی درسی ضروریات کیلئے سرسید کی فرمائش پر تیار کیے گئے۔ بعض خارجی شہادتوں سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ ۔ ان کے سنۂ تالیف یا سنۂ طباعت کا بھی پتا نہیں چلتا ۔ اور نہ ھی یہ معلوم ہو سکا کہ یہ کالج کی کس جماعت کے کس نصاب میں پڑھائے جاتے تھے ۔ علی گڑھ کالج کے بعض کارکنوں کی زبانی البتہ اسقدر معلوم ہوا کہ یہ کالج کے نصاب میں عرصہ تک داخل رہے اس لئے بار بار ان کی طباعت ہوتی رہی ۔ لیکن بار بار طباعت کے باوجود آج یہ رسالے اس طرح نابید ھیں کہ عرصہ دراز تک صرف ان کے نام سے لوگ آگاہ تھے ۔ علی گڑھ یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری میں ان کا ایک ایک نسخہ موجود ہے اور راقم نے اپنے سفر ھند (فروری ۱۹۸۰ ء) میں ان کو دیکھا اور پڑھا ۔ فوٹو اسٹیٹ کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نقل حاصل نہیں کی جا سکی ۔ فراھی کے رسالے کا سرورق یوں ہے :۔

"ترجمہ فارسی

رسالۂ بدء الاسلام

رسالہ بدء الاسلام درسیرت نبوی علی صاحبہا الصلوة والسلام

کہ بزبان عربی از تالیفات مولانا

مولوی محمد شبلی نعمانی بودہ است

مولوی محمد عبد الحمید صاحب

آنرا ترجمہ نمودند ۔

در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد"

فراھی کے ترجمہ کے صفحات کی تعداد ۳۶ ہے۔ یہاں فراھی کے نام میں عبد الحمید کے ساتھ محمد بھی لگا ہوا ہے جو بعد کی کتابوں میں نہیں ہے سنہ طباعت درج نہیں ۔ یہاں سرورق نام کے ساتھ لفظ فراھی نہیں ہے جو بعد کی کتابوں میں آتا ہے۔ کتاب کے اصل متن سے پہلے یہ عبارت بھی لائق توجہ ہے :

"نحمدہ و نصلی ۔ من بندہ الہی حمید فراھی ۔ این نامہ راکہ برادر معظم مولانا شبلی نعمانی در شرح سیرت نبوی از دفاتر سیر انتخاب زدہ ترتیب دادہ اند از تازی بفارسی در اوردم ۔ و ھذا اوان الشروع فی المقصود" ص ۲

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب کی طباعت کے وقت مولانا نے فراھی لکھنا شروع کر دیا تھا ۔ یہ کتاب عربی میں تھی فراھی نے اس کو فارسی کا جامہ پہنایا ۔ شبلی کے تصنیف کردہ رسالے کا نام "تاریخ بدأ الاسلام " ہے ۔ مولانا فراھی کے ترجمے میں عنوان کتاب کے ساتھ تاریخ کا لفظ نہیں ہے ۔ رسالہ کا لفظ ہے ۔

مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں یہ دونوں رسالے ، فارسی اور عربی، "کتب محفوظہ" میں رکھے ہوئے ہیں ۔ اور ان کے نمبر درج ذیل ہیں ۔

	ف		ع
فراھی کا ترجمہ فارسی	س	شبلی کا عربی رسالہ	س
	م ۱۹ ش		م ۱۹ ش
	ن ۳		

جہاں تک عربی ٹیکسٹ کا تعلق ہے اس میں شبلی کا کارنامہ فقط اس قدر ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم اور کتب سیرت سے اقتباسات اخذ کرکے ان کو مربوط اور مرتب کر دیا ہے۔ اس کی صراحت انہوں نے آغاز کتاب میں خود کر دی ہے۔

مولانا فراھی کا کارنامہ بھی بس اسی قدر ہے کہ انہوں نے اس کو عربی سے فارسی میں منتقل کر دیا ہے۔ شبلی کے پیش لفظ کو انہوں نے ترجمے میں شامل نہیں کیا ہے اور اس کی جگہ اپنی طرف سے یہ دوسطریں لکھ دیں ۔

"من بندہ الہی حمید فراھی " . . . الخ

اس رسالے کے سرورق مولانا فراھی کا جو نام چھپا ہے اس میں یہ چیز بطور خاص لائق توجہ ہے کہ عبدالحمید سے پہلے محمد بھی نام کا جزو ہے۔ ھو سکتا ہے یہ طابع اور ناشر کی اختراع ھو۔ نیز یہ کہ کتابوں پر بہت شروع ھی سے حمید الدین کی بجائے عبدالحمید چھپنے لگا تھا۔ اس رسالے پر سن طباعت درج نہیں لیکن قرائن سے معلوم ھوتا ہے کہ یہ رسالہ ترجمہ فارسی طبقات ابن سعد کے ساتھ ھی لکھا گیا۔ طبقات ابن سعد ۱۸۹۱ء میں چھپا اور یہ وہ سال جس میں فراھی نے ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا۔

مولانا فراھی کی ان دونوں ھی کتابوں پر نام یہی «محمد عبدالحمید» درج ہے جب کہ کالج کے ریکارڈ میں ھر جگہ حمیدالدین ہے۔ مولانا کے ان دو ناموں کا ذکر ان پر قلم اٹھانے والوں میں سے تقریباً سبھی نے کیا ہے اور مختصراً بحث کرکے مسئلہ کو واضح کرنے کی کوشش بھی کی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ بات واضح نہیں ھوئی اور یہ مسئلہ ھنوز تحقیق طلب ہے کہ ان میں سے کونسا نام اصل ہے جو والدین نے رکھا اور کونسا بعد کی پیداوار ہے۔ یہ بحث میرے اصل مقالے میں اپنے مقام پر آئے گی جو انشاء اللہ فیصلہ کن ثابت ھوگی۔

اس رسالے میں صفحہ ۲ کی پہلی سطر میں «حمید فراھی» کے ذکر سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مولانا نے اس وقت تک اپنے نام کے ساتھ فراھی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ شبلی کے مرتب کردہ عربی رسالے میں نہایت اختصار کے ساتھ آںحضور کی ولادت سے لیکر وفات تک کے حالات اور اھم واقعات بیان ھوئے ھیں ۔ آخر میں اخلاق و شمائل کا ذکر ہے۔ یہ رسالہ سیرۃ النبی کا خلاصہ یا بچہ ایڈیشن ہے۔ بعد میں شبلی نے اسی کو پھیلا کر سیرۃ النبی کا خاکہ تیار کیا۔ اس میں مولانا فراھی کا حصہ اسی قدر ہے کہ انھوں نے اس کو فارسی کے قالب میں ڈھالا۔ اس وقت ڈھالا جب وہ ایم اے او کالج علی گڑھ میں طالب علم تھے۔ اس کو اسی حیثیت سے دیکھنا چاھئیے۔ اس سے مولانا فراھی کی فارسی دانی کا اندازہ ھوتا ہے۔ مولانا کاا ترجمہ خاصا آزاد ہے۔ ترجمہ نہیں ترجمانی ہے۔ وہ عربی عبارت کی بلفظہ پابندی نہیں کرتے۔ اس ترجمے میں گھٹانا بڑھانا دونوں طرح کے تصرفات موجود ھیں — ذیل میں شبلی کی عربی عبارت کے ساتھ فراھی کی فارسی عبارت بطور نمونہ درج کی جاتی ہے اس سے ترجمے کی نوعیت کا اندازہ ھو جائے گا۔

عـــــــربی اقتباس

«ولما علمت قریش انه قد صار لرسول الله ﷺ انصار خافوا من خروجه الی المدینة فاجتمعوا فی دارالندوه (وهی دار بناها قصی بن کلاب و کانت العرب یجتمعون فیها اذا